ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol 5 No.1 2021

A Critical Analysis Of Genocide And Human Sanctity; In The Context Of Quran And Hadith

[1]Shazia Ashiq, [2]Dr. Yasmin Nazir

ABSTRACT

Allah Almighty bestowed upon man the honor of "the best of creatures", exalted him to the highest rank of virtue and greatness, and the angels prostrated to man. He created man in the best of forms and crowned him with the "احسن تقویم" and proclaimed the sanctity of his soul in his great book. Islam is a religion of nature and nature is fully compatible with all the essential requirements of human beings. Therefore, the survival of human life, the cultural needs of human beings and the fulfillment of all the essential requirements of peace and tranquility are through it. Therefore, the protection of human life, which is a basic need for the establishment of any society, Islam has also given priority to the life of every human being. It is man's right to live, it is his duty to let others live, Islam has fully taken care of this right and duty. After reading about the situation in Muslim countries in particular and the world in general, everyone is realizing that those who are genociding each other in the name of religion and racial pride. And they are humiliating humanity so much or they are so far away from their religion that they do not realize that the religion they follow is in any case a violation of human life or in the name of religion and race does not allow genocide because human life is highly respected in the teachings of all the prophets. And this religion is the teachings of Islam. We will review Islamic teachings.

نسل کشی کی تعریف

"**نسل کُشی** (Genocide) یعنی ایک نسلی، ثقافتی، مذہبی یا قومی گروہ کی منظم طریقے سے ایک بڑے حصے کی تباہی ہے۔ 1944 سے پہلے "نسل کشی" کی اصطلاح موجود ہی نہیں تھی۔ یہ ایک بہت ہی خاص اصطلاح ہے اور یہ اُن متشدد جرائم کیلیئے استعمال ہوتی ہے جن کا مقصد کسی گروپ کے وجود کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ امریکہ میں حقوق سے متعلق مسودہ قانون یا پھر اقوام متحدہ کے 1948 کے انسانی حقوق کے عالمی منشور میں بتایا گیا ہے انسانی حقوق کا تعلق انفرادی لوگوں کے حقوق سے ہوتا ہے۔ نسل کشی کسی قومی، نسلی یا مذہبی گروپ کو مکمل طور پر یا جزوی طور پر تباہ کرنے کے ارادے سے کی جانے والی کارروائی ہے جو درج ذیل اقدام میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے"۔

(الف)" گروپ کے ارکان کا قتل۔

(ب) گروپ کے ارکان کو شدید جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچانا۔

(ج) گروپ کیلیئے ایسے حالات عمداً پیدا کرنا جو مجموعی یا جزوی طور پر اس گروپ کی تباہی کا باعث بنیں۔

(د) گروپ کے اندر بچوں کی پیدائش روکنے کے اقدام لاگو کرنا۔

(ہ) گروپ کے بچوں کو جبری طور پر دوسرے گروپ میں منتقل کرنا"۔ 1

[1]Lecturer,(Islamic Studies), The Govt,Sadiq College Women University Bahawalpur
[2]Assistant Professor (Islamic Studies), The Govt -Sadiq College Women University Bahawalpur

تحفظ انسانی اور نسل کشی کی ممانعت قرآن کی روشنی میں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

"اِسلام تکریم اِنسانیت کا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو نہ صرف اَمن و آشتی، تحمل و برداشت اور بقاء باہمی کی تعلیم دیتا ہے بلکہ ایک دوسرے کے عقائد و نظریات اور مکتب و مشرب کا احترام بھی سکھاتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلا تفریقِ رنگ و نسل تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے"۔

تمام انسانیت کا قتل:

اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ ل نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ".[2]

"جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔"

" اس آیت مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت یا مرد، چھوٹے بڑے، امیر و غریب حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں کی گئی۔ مدعا یہ ہے کہ قرآن نے کسی بھی انسان کو بلاوجہ قتل کرنے کی نہ صرف سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھہرایا ہے۔ جہاں تک قانونِ قصاص وغیرہ میں قتل کی سزا، سزائے موت (capital punishment) ہے، تو وہ انسانی خون ہی کی حرمت و حفاظت کے لئے مقرر کی گئی ہے"۔

قتل، شرک کی طرح ظلم عظیم ہے

"حافظ ابن کثیر (م774ھ) آیت "وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا "[3] کی تفسیر میں قتلِ عمد کو گناہِ عظیم اور معصیتِ کبریٰ قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ناحق کسی مسلمان کو قتل کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ ل نے اسے شرک جیسے ظلمِ عظیم کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے"۔ جیسا قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

"قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئًا " إلى أن قال: وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُم مِّنْ إمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلاَ تَقْتُلُواْ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إلاَّ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ"۔[4]

"اس (قتل عمد جیسے) گناہ عظیم کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے یہ شدید دھمکی اور موکد وعید ہے کہ قتل عمد کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ شرک جیسے گناہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ فرقان میں ارشاد فرمایا ہے: اور یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پوجا نہیں کرتے اور نہ ہی کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے بغیر حق مارنا اللہ نے حرام فرمایا ہے اور نہ ہی بدکاری کرتے ہیں۔} اور ارشاد فرمایا: فرما دیجئے! آؤ میں وہ چیزیں پڑھ کر سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ... اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے بجز حق (شرعی) کے۔ یہی وہ امور ہیں جن کا اس نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو"۔

انسانی جان کے تحفظ کا حکم:

اسلام نے کئی جہتوں سے اللہ تعالیٰ کی بہترین تخلیق "انسان" کی حفاظت کا ذہن دیا ہے۔ "انسانی جان" کے تحفظ میں اسلام کی روشن تعلیمات ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ-وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ-اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا"۔[5]

"اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو اور جو ناحق مارا جائے تو بےشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہونی ہے"

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

وَ لَا تَقْتُلُوا **:اور قتل نہ کرو۔**اس آیت میں تیسرے کبیرہ گناہ **یعنی قتل ناحق** کا بیان ہے ۔

اسلام میں انسانی جان کی بے پناہ حرمت ہے اور کسی انسان کو قتل کرنا شدید کبیرہ گناہ ہے اور اس کی محدود صورتوں کے علاوہ کسی بھی طرح اجازت نہیں۔ یہاں قتل کی مُمانعت وحُرمت کے ساتھ اس کی اجازت کی ایک صورت بیان فرمائی گئی ہے اور وہ ہے کسی کو قصاص میں قتل کرنا یعنی قتل کے بدلے قتل اور یہ بھی عدالت کے فیصلے کے بعد ہے، یہ نہیں کہ بغیر کورٹ کے فیصلے کے خود ہی قصاص لیتے پھریں ،اس کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں۔ پھر قصاص میں قتل کی اجازت کے ساتھ اس کی بھی حدود وقُیود بیان فرمائی ہیں کہ قصاص میں قتل کرنے میں بھی مقتول کا وارث حد سے نہ بڑھے جیسے زمانۂ جاہلیت میں ایک مقتول کے عوض میں کئی کئی لوگوں کو قتل کردیا جاتا تو فرمایا گیا کہ صرف قاتل سے قصاص لیا جائے گا، کسی اور سے نہیں۔ آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قصاص لینے کا حق ولی کو ہے اور ولی میں وہی ترتیب ہے جو عَصبات (رشتے داروں کی ایک خاص قسم) میں ہے اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے، اگر ولی چاہے تو معاف کردے۔ آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ بیشک اس کی مدد ہونی ہے یعنی ولی کی یا مقتول مظلوم کی یا اُس شخص کی جس کو ولی ناحق قتل کرے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام میں انسانی جان کی کس قدر حرمت بیان کی گئی ہے اور آج ہمارے معاشرے کا حال یہ ہے کہ جس کا دل کرتا ہے وہ بندوق اٹھاتا ہے اور جس کو دل کرتا ہے قتل کردیتا ہے، کہیں سیاسی وجوہات سے، تو کہیں علاقائی اور صوبائی تَعَصُّب کی وجہ سے، یونہی کہیں زبان کے نام پر تو کہیں فرقہ بندی کے نام پر۔ ان میں سے کوئی بھی صورت جائز نہیں ہے۔ قتل کی اجازت صرف مخصوص صورتوں میں حاکمِ اسلام کو ہے اور کسی کو نہیں۔

قتل ناحق کو شدید ترین اور ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

1۔ "وَلَكُم فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يٰۤاُولِي الْأَلْبَابِ"۔[6]
"اے عقل والو! قصاص میں تمہارے لئے زندگانی ہے۔"

2۔ یہ قصاص محض قتل میں نہیں بلکہ اعضاء وجوارح میں بھی قصاص ہے، جس کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔

3۔ قتل سے متعلق مندرجہ ذیل سزائیں قرآنِ مجید میں مذکور ہیں:

(i) "مسلمان کے دانستہ خونِ ناحق کی سزا ابدی جہنم ہے جس پر اللہ کا غضب اور لعنت مستزاد ہے"۔[7]

(ii) "مسلمان کے قتل خطا کی سزا مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا اور ایک غلام آزاد کرنا ہے"۔[8]

(iii) "مقتول اگر معاہد قوم سے تعلق رکھتا ہو تو غلام آزاد کرنا اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا ہے۔ اگر دشمن قوم سے تعلق رکھتا، اور وہ خود مؤمن ہو تو بھی ایک غلام آزاد کرنا ہے"۔[9]

(iv) "نوزائیدہ بچیاں زندگی در گور کرنے کو بھی، جس کا عرب میں عام رواج تھا، قتل ہی قرار دیا گیا ہے"۔[10]

(v) "قتل ناحق کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کو قتل کردیا ہو"۔[11]

زمین میں فساد پھیلانے کی مذمت:

اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا:

"ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا "[12]
"اللہ کے پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا :میری قوم کے لوگو! اللہ کی زمین میں اصلاح کے بعد خرابی و فسادات مت پھیلاؤ! "

مطلب یہ کہ جہاں انسانی جان ومال کے احترام اور خوش معاملگی کا درس دیا گیا ہو اور اللہ کے بندوں نے بڑی تعداد میں اور بعض اوقات پورے پورے ملک اور پوری پوری قوم نے کسی خطۂ ارضی میں اس کو قبول کر لیا ہو تو اس صورت میں مذہب اور نسل کا نام لے کر معصوم جانوں کی نسل کشی کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

"اسی طرح سیاسی، فکری یا اعتقادی اختلافات کی بنا پر مسلمانوں کی اکثریت (large majority) کو کافر، مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہوئے مذہبی بنیادوں یا نسلی بنیادوں پر ان کی نسل کشی کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مومن کے جسم وجان اور عزت وآبرو کی اَہمیت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے"۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

تحفظ انسانی اور نسل کشی کی ممانعت احادیث کی روشنی میں:

"صاحبِ شریعت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے"۔ امام ابن ماجہ سے مروی حدیثِ مبارکہ ملاحظہ ہو:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی الله علیہ وآلہ وسلم يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُولُ: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ."[13]

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان ومال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے"۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ"۔[14]

"تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمیوں (یعنی مسلم ریاست کے غیر مسلم شہریوں) کے متعلق بھی فرمایا:

"من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة"۔[15]

"جس نے کسی معاہدہ (یعنی ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکے گا"۔

"یہاں اِستعارے کی زبان میں بات کی گئی ہے یعنی ممکن ہے کہ ہتھیار کا اشارہ کرتے ہی وہ شخص طیش میں آجائے اور غصہ میں بے قابو ہو کر اسے چلا دے۔ اس عمل کی مذمت اور قباحت بیان کرنے کے لئے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تاکہ لوگ اِسے شیطانی فعل سمجھیں اور اس سے باز رہیں۔ آج جب ہم دنیا کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہر طرف ہی جدید اسلحہ کی ڈور میں ممالک ایک دوسرے سے آگے بھاگ رہے ہیں۔ اور حدیث کے مطالعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ فولادی اور آتشیں اسلحہ سے لوگوں کو قتل کرنا تو بہت بڑا اقدام ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ اِسلام کو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے محض اشارہ کرنے والے کو بھی ملعون ومردود قرار دیا ہے"۔

ہتھیار اٹھانے کی ممانعت:

"مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَدَعَهُ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ"[16]

"جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی (ہی کیوں نہ) ہو"۔

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کسی دوسرے پر اسلحہ تاننے سے ہی نہیں بلکہ عمومی حالات میں اسلحہ کی نمائش کو بھی ممنوع قرار دیا"۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا"۔[17]

"رسول اکرم ﷺ نے ننگی تلوار لینے دینے سے منع فرمایا"۔

"ننگی تلوار کے لینے دینے میں جہاں زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہاں اسلحہ کی نمائش سے اِشتعال انگیزی کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ اسلام کے دینِ خیر و عافیت اور مذہبِ امن وسلامتی ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھلے بندوں اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

دی، تاکہ نہ تو اسلحہ کی دوڑ شروع ہو اور نہ ہی اس سے کسی کو threat کیا جا سکے۔ دفاعی نقطہ نظر سے ریاست کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ناگزیر ہو وہ بھی اس کو غلط استعمال سے بچانے کے لیے foolproof security کے انتظامات کریں"۔

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اسلحہ کی نمائش، دکھاوا اور دوسروں کی طرف اس سے اشارہ کرنا سخت منع ہے تو اس کے بل بوتے پر ایک ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہوئے آتشیں گولہ و بارود سے مخلوقِ خدا کے جان و مال کو تلف کرنا کتنا بڑا گناہ اور ظلم ہو گا!

دورانِ جنگ کسی شخص کے اِظہارِ اسلام کے بعد اُس کے قتل کی ممانعت:

اِسلام تو اتنا خوبصورت دین ہے کہ دورانِ جنگ بھی اسلامی لشکر کو اِنتہائی احتیاط کی تعلیم دیتا ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و سنت سے ہمیں جنگ کے اضطرابی اور حساس لمحات میں بھی احتیاط اور عدل سے کام لینے کا سبق ملتا ہے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ میں ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ قتل کے خوف سے ہی سہی، جب ایک شخص نے کلمہ پڑھ کر اظہار اِسلام کر دیا تو اس کے قتل پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت اِظہارِ ناراضگی فرمایا، چہ جائے کہ کلمہ گو مسلمان اور اہل علم حضرات صرف اس لیے قتل کر دیے جائیں کہ وہ باغی گروہ کے انتہاء پسندانہ نظریات سے اختلاف رکھتے ہیں۔

حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں:

"بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِلَی الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ، فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيْنَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَكَفَّ عَنْهُ الأَنْصَارِيُّ، وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّی قَتَلْتُهُ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا، بَلَغَ ذَالِکَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا. قَالَ: فَقَالَ: أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّی تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَالِکَ الْيَوْمِ"۔[18]

"پُر اَمن شہریوں اور مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے والے ظالم اور سفاک دہشت گردوں کو اپنے جارحانہ رویوں اور ظالمانہ نظریات پر ان فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ضرور غور کرنا چاہیے کہ جب حالت جنگ میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھنے والے دشمن کو بھی امان حاصل ہے اور اس کا قتل بھی سخت منع ہے تو کلمہ گو مسلمانوں اور دوسری جانوں کو مسجدوں، دفتروں، تعلیمی اداروں اور بازاروں میں قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہو گا"۔؟

فتنہ پروروں سے ہمدردی اور تعاون کی ممانعت:

"دہشت گردوں اور قاتلوں کو معاشرے میں سے افرادی، مالی اور اخلاقی قوت کے حصول سے محروم کرنے اور انہیں isolate کرنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ہر قسم کی مدد و اعانت سے کلیتاً منع فرمایا ہے"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی مومن کے قتل میں معاونت کرے گا وہ رحمت الٰہی سے محروم ہو جائے گا"۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"مَنْ أَعَانَ عَلَی قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ ل مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ"۔

"جس شخص نے چند کلمات کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ ل سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص)"۔[19]

"اس حدیث کے مضمون میں یہ صراحت موجود ہے کہ نہ صرف ایسے ظالموں کی ہر طرح کی مالی و جانی معاونت منع ہے بلکہ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ (چند کلمات) کے الفاظ یہ بھی واضح کر رہے ہیں کہ تقریر یا تحریر کے ذریعے ایسے امن دشمن عناصر کی مدد یا حوصلہ افزائی کرنا بھی سخت مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے محرومی کا سبب ہے۔ اس میں دہشت گردوں کے ماسٹر مائنڈ طبقات کے لئے سخت تنبیہ ہے جو کم فہم لوگوں کو آیات و احادیث کی غلط تاویلیں کر کے انہیں (جنت کی بشارت) دے کر سول آبادیوں کے قتل پر آمادہ کرتے ہیں"۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

ایک مومن کا قتل پوری دنیا کی تباہی سے بڑا گناہ ہے:

اپنے گھناؤنے اور ناپاک مقاصد کے حصول کے لیے عام شہریوں اور پُر امن انسانوں کو بے دریغ قتل کرنے والوں کا دین اِسلام یا دنیا کے کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دین جو حیوانات و نباتات تک کے حقوق کا خیال رکھتا ہے وہ اَولادِ آدم کے قتل عام کی اجازت کیسے دے سکتا ہے! اِسلام میں ایک مومن کی جان کی حرمت کا اندازہ یہاں سے لگالیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مومن کے قتل کو پوری دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ اِس حوالے سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ "۔[20]

"حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی االلہ عنهما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے پوری دنیا کا ناپید (اور تباہ) ہو جانا ہلکا (واقعہ) ہے"۔

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا "۔[21]

"حضرت عبد االلہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے"۔

ایک روایت میں کسی بھی شخص کے قتلِ ناحق کو دنیا کے مٹ جانے سے بڑا احادثہ قرار دیا گیا ہے۔

"عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم : لَزَوَالُ الدُّنْيَا جَمِيْعًا أَهْوَنُ عِنْدَ اللهِ مِنْ سَفْكِ دَمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ "۔[22]

"حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: االلہ تعالیٰ کے نزدیک پوری کائنات کا ختم ہو جانا بھی کسی شخص کے قتلِ ناحق سے ہلکا ہے"۔

"اِن روایات سے متحقق ہوتا ہے کہ ایک جان کو ناحق تلف کرنے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اُنہوں نے ایک نفس کو نہیں بلکہ پوری کائنات کی حُرمت پر حملہ کیا ہے، اور اس کا گناہ اس طرح ہے جیسے کسی نے پوری کائنات کو تباہ کر دیا ہے"۔

انسانی جان کا قتل مثلِ کفر ہے:

"عقائد میں اہل سنت کے اِمام ابو منصور ماتریدی آیت مبارکہ- مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ-کے ذیل میں انسانی قتل کو کفر قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں":

"من استحل قتل نفس حَرَّمَ الله قتلها بغير حق، فكأنّما استحل قتل الناس جميعًا، لأنه يكفر باستحلاله قتل نفس محرم قتلها، فكان كاستحلال قتل الناس جميعًا، لأن من كفر بآية من كتاب الله يصير كافرًا بالكل. ... وتحتمل الآية وجها آخر، وهو ما قيل: إنه يجب عليه من القتل مثل ما أنه لو قتل الناس جميعًا. ووجه آخر: أنه يلزم الناس جميعا دفع ذلك عن نفسه ومعونته له، فإذا قتلها أو سعى عليها بالفساد، فكأنما سعى بذلك على الناس كافة. ... وهذا يدل أن الآية نزلت بالحكم في أهل الكفر وأهل الإسلام جميعاً، إذا سعوا في الأرض بالفساد"۔[23]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

"جس نے کسی ایسی جان کا قتل حلال جانا جس کا ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، تو گویا اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ ایسی جان جس کا قتل حرام ہے، وہ شخص اس کے قتل کو حلال سمجھ کر کفر کا مرتکب ہوا ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ پوری کتاب کا انکار کرنے والا ہے۔ ... یہ آیت ایک اور توجیہ کی بھی حامل ہے اور وہ یہ کہ کہا گیا ہے کہ کسی جان کے قتل کو حلال جاننے والے پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ لازم آئے گا (کیونکہ عالم انسانیت کے ایک فرد کو قتل کرکے گویا اس نے پوری انسانیت پر حملہ کیا ہے)۔ ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ اجتماعی کوشش کے ساتھ اس جان کو قتل سے بچائیں اور اس کی مدد کریں۔ پس جب وہ اس کو قتل کر کے فساد بپا کرنے کی کوشش کرے گا تو گویا وہ پوری انسانیت پر فساد بپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ... اور یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت اس حکم کے ساتھ تمام اہل کفر اور اہل اسلام کے لئے نازل ہوئی ہے جبکہ وہ فساد فی الارض کے لئے سرگرداں ہو"۔

مسلمانوں کا قتلِ عام کفریہ فعل ہے:

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کا خون بہانے، اُنہیں قتل کرنے اور فتنہ وفساد برپا کرنے کو نہ صرف کفر قرار دیا ہے بلکہ اِسلام سے واپس کفر کی طرف پلٹ جانا قرار دیا ہے"۔ اسے اصطلاحِ شرع میں ارتداد کہتے ہیں۔

امام بخاری حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"۔[24]

"تم میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرنے کے سبب کفر کی طرف نہ لوٹ جانا"۔

گویا کلمہ گو مسلمانوں کا آپس میں قتل عام صریح کفریہ عمل ہے جسے ارتداد سے لفظی مماثلت دی گئی ہے۔

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر انسانی جان ومال کے تلف کرنے اور قتل وغارت گری کی خرابی وممانعت سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا":

"إِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وأعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ. أَلَا، هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ، فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"۔[25]

"بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے اُس دن تک جب تم اپنے رب سے ملو گے۔ سنو! کیا میں نے تم تک (اپنے رب کا) پیغام پہنچا دیا؟ لوگ عرض گزار ہوئے: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔ اب چاہیے کہ (تم میں سے ہر) موجود شخص اِسے غائب تک پہنچا دے کیونکہ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جن تک بات پہنچائی جائے تو وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں (اور سنو!) میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کر کے کافر نہ ہو جانا"۔

اس متفق علیہ حدیث مبارکہ میں "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحتاً یہ فیصلہ صادر فرمادیا کہ جو لوگ آپس میں خون خرابہ کریں گے، فتنہ وفساد اور دہشت گردی کی وجہ سے ایک دوسرے پر اسلحہ اٹھائیں گے اور مسلمانوں کا خون بہائیں گے وہ مسلمان نہیں بلکہ کفر کے مرتکب ہیں"۔

"لہٰذا انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے جبر وتشدد کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا، فرما کر کفر قرار دے دیا"۔

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن کے قاتل کی سزا جہنم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ"۔[26]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

"اگر تمام آسمانوں و زمین والے کسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تب بھی یقینا اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں جھونک دے گا"۔

خون خرابہ تمام جرائم سے بڑا جرم ہے

"قتل و غارت گری، خون خرابہ، فتنہ و فساد اور ناحق خون بہانا اِتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت کے دن اللہ گ ایسے مجرموں کو سب سے پہلے بے نقاب کر کے کیفرِ کردار تک پہنچائے گا"۔

1۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خونریزی کی شدت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ"۔[27]

"قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون ریزی کا فیصلہ سنایا جائے گا"۔

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے باہمی خون خرابہ اور لڑائی جھگڑے کے تباہ کن نتائج سے خبر دار کرتے ہوئے فرمایا کہ قتل و غارت گری اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر کوئی فرد یا طبقہ اس میں ایک مرتبہ ملوث ہو جائے تو پھر اسے اس سے نکلنے کا راستہ نہیں ملے گا"۔ امام بخاری کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ الْأُمُوْرِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ، فِيْهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ"۔[28]

"لاک کرنے والے وہ اُمور ہیں جن میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہو، اِن میں سے ایک بغیر کسی جواز کے حرمت والا خون بہانا بھی ہے"۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ و فساد کے ظہور، خون خرابہ اور کثرت سے قتل و غارت گری سے لوگوں کو خبر دار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا":

"يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ. قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَيُمَا هُوَ؟ قَالَ: الْقَتْلُ، الْقَتْلُ"۔[29]

" زمانہ قریب ہوتا جائے گا، علم گھٹتا جائے گا، بخل پیدا ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ فرمایا کہ قتل، قتل (یعنی ہرج سے مراد ہے: کثرت سے قتلِ عام)"۔

"جب ایک مرتبہ پُرامن شہریوں اور سول آبادیوں کو ظلم و ستم، جبر و تشدد اور وحشت و بربریت کا نشانا بنایا جائے اور معاشرے کی دیگر مذہبی و سیاسی شخصیات کی محض فکری و نظریاتی اختلاف کی بنا پر target killing کی جائے تو اس دہشت گردی کا منطقی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سماج افراتفری، نفسا نفسی، بدامنی اور لڑائی جھگڑے کی آماج گاہ بن جاتا ہے"۔

انہی گھمبیر اور خطرناک حالات کی طرف امام ابوداؤد سے مروی درج ذیل حدیث مبارکہ اشارہ کرتی ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْفِتَنَ، فَأَكْثَرَ فِي ذِكْرِهَا حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَحْلَاسِ. فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَمَا فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ؟ قَالَ: هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ"۔[30]

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ پس کثرت سے ان کا ذکر کرتے ہوئے فتنہ احلاس کا ذکر فرمایاکسی نے سوال کیا کہ یا رسول االلہ! فتنہ احلاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ افراتفری، فساد انگیزی اور قتل و غارت گری ہے"۔

مسلمان کو قتل کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.1 2021

مسلمانوں کو قتل کرنے والے کی نفلی اور فرض عبادت بھی قبول نہیں ہو گی۔ حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا"۔[31]

"جس شخص نے کسی مومن کو ظلم سے (ناحق) قتل کیا تو االله تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا"۔

"عبادت و ریاضت اور قتل و غارت گری کو ساتھ ساتھ چلانے والے اور انسانی حرمت و تقدس کو پامال کر کے اپنے اعمال و عبادات کو ذریعہ نجات سمجھنے والے ایسے انتہا پسندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف ان کی عبادت ردّ کر دی جائے گی بلکہ ان کے لئے"

"فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ"۔[32]

"تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہے) کی دردناک وعید بھی ہے"۔

مسلمانوں کو تکلیف دینے والے کے لیے عذابِ جہنم:

"مسلمانوں کو اذیت میں مبتلا کرنا اور انہیں جبر و تشدد اور وحشت و بربریت کا شکار کرنا سخت منع ہے۔ اللہ گ نے ایسے لوگوں کو جہنم اور آگ کی درد ناک سزا دینے کا اعلان فرمایا ہے"۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ"۔[33]

"بے شک جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دی پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہے"۔

"حضرت ہشام بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب دے گا جو اس کی مخلوق کو اذیت دیتے ہیں"۔ ارشاد نبوی ہے:

"إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا"۔[34]

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو اذیت و تکلیف دیتے ہیں"۔

جملہ ائمہ تفسیر نے اس آیت کے تحت یہی موقف اختیار کیا ہے کہ مسلمانوں کو ظلم و جبر اور فتنہ و فساد کا نشانہ بنانے والوں کی سزا جہنم اور آگ ہے۔

امام فخر الدین رازی مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"كل من فعل ذلك وهذا أولى لأن اللفظ عام والحكم عام، فالتخصيص ترك للظاهر من غير دليل"۔[35]

"جو بھی مسلمانوں کو اذیت ناک تکلیف میں مبتلا کرے (خواہ ایسا کرنے والا خود اصلاً مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس کے لیے عذاب جہنم ہے) یہ معنی زیادہ مناسب ہے کیونکہ لفظ عام ہے اور اس کا حکم بھی عام ہے اور اگر خاص کیا جائے تو یہ بغیر دلیل کے عام حکم کو خاص کرنا ہو گا"۔

اس لحاظ سے حکم الآیت کا اِطلاق زمانہ قدیم کے "اَصْحَابُ الْاُخْدُوْد" وغیرہ کی طرح کلمہ گو دہشت گردوں پر بھی یکساں ہو گا۔

خلاصہ کلام

مختصر اًیہ کہ اسلام اپنی تعلیمات اور اَفکار و نظریات (teachings and ideology) کے لحاظ سے کلیتاً اَمن و سلامتی، خیر و عافیت اور حفظ و اَمان کا دین ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مسلمان اور مومن صرف وہی شخص ہے جو نہ صرف تمام انسانیت کے لئے پیکرِ اَمن و سلامتی اور باعثِ خیر و عافیت ہو بلکہ وہ اَمن و آشتی، تحمل و برداشت، بقاء باہمی اور احترام آدمیت جیسے اوصاف سے متصف بھی ہو۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی اَمن و سلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے برعکس اِقامت و تنفیذِ دین اور اِعلاء کلمہ حق کے نام پر انتہا پسندی، نفرت و تعصب،

افتراق و انتشار، جبر و تشدد اور ظلم و عُدوان کا راستہ اختیار کرنے والے اور شہریوں کا خون بہانے والے لوگ چاہے ظاہراً اسلام کے کتنے ہی علم بردار کیوں نہ بنتے پھریں، ان کا دعویٰ اسلام ہر گز قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔

اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب اسلام کسی ایک فرد کے قتل حتیٰ کہ اپنی جان کو بھی تلف کرنے کی اجازت نہیں دیتا، تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ خود کش حملوں اور بم دھماکوں کے ذریعے ہزاروں شہریوں کے جان و مال کو تلف کرنے کی اجازت دے! لہٰذا جو لوگ نوجوانوں کو خون ریزی اور قتلِ عام پر اُکساتے ہیں اور جو نوجوان ایسے گمراہ لیڈروں کے کہنے پر خود کش حملوں میں حصہ لیتے ہیں، دونوں نہ صرف دنیا میں اسلامی تعلیمات سے اِنحراف کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی شدید عذاب کے حق دار ہیں کیونکہ وہ اسلام جیسے پُرامن اور متوازن دین کی بدنامی کا باعث بھی بن رہے ہیں اور پوری اِنسانیت کو نفرتوں کی آگ میں دھکیلنے کا سبب بھی۔

آج عالم اسلام میں اسلام کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ یقیناً اسلام کے خلاف ہو رہا ہے، لاکھوں لوگ تہہ تیغ ہو رہے ہیں اور لاکھوں اپنے گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہوں یا ملکوں میں پناہ لے رہے ہیں۔ وہ دین جو دنیا کے لیے سلامتی تھا اسے اپنے ہی بدنامی کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ مذکورہ بالا قرآنی آیات و احادیث کی روشنی میں اسلام کو سمجھنے اور جاننے کی کوشش کی جائے، عرب ملکوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ نام نہاد مسلمانوں کے بدولت ہو رہا ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس کے پیچھے وہی لوگ ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں۔ اسلام میں انسانی جان کی حرمت پر جو چند باتیں پیش کی گئی ہیں وہ دین اسلام کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں۔

حوالہ جات

---

1. http://genocidewatch.net/

2۔ المائدۃ: 5: 32

3۔ النساء: 4: 93

4۔ الأنعام: 6: 151

5۔ اسرائیل: 17:33

6۔ البقرۃ: 2:189

7۔ النساء: 4:93

8۔ النساء: 4:92

9۔ النساء: 4:92

10۔ التکویر: 81:8-9

11۔ المائدہ: 32

12۔ الاعراف: 7:85

13۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، 2: 1297، رقم: 3932

14۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھي عن إشارۃ بالسلاح، 4: 2020، رقم: 2617

15۔ بخاری، کتاب الدیات، حدیث 6914

16۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النھي عن إشارۃ بالسلاح، 4: 2020، رقم: 2616

17۔ ابن حبان، الصحیح، 13: 275، رقم: 5946

18۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازي، باب بعث النّبيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أسامۃ بن زید إلی الحرقات من جھینۃ، 4: 1555، رقم: 4021

19۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الدیات، باب التغلیظ في قتل مسلم ظلمًا، 2: 874، رقم: 2620

20۔ ترمذي، السنن، کتاب الدیات، باب ماجاء في تشدید قتل المؤمن، 4: 16، رقم: 1395

21۔ نسائي، السنن، کتاب تحریم الدم، باب تعظیم الدم، 7: 82، 83، رقم: 3988-3990

۔[22] بیهقي، شعب الإیمان، 4: 345، رقم:5344

۔[23] أبو منصور الماتُریدی، تأویلات أهل السنة، 3: 501

۔[24] بخاري، الصحیح، کتاب الفتن، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لاترجعوا بعدي کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض، 6: 2594، رقم:6668

۔[25] بخاري، الصحیح، کتاب الحج، باب الخطبة أیام مني، 2: 620، رقم:1654

۔[26] ترمذي، السنن، کتاب الدیات، باب الحکم في الدماء، 4: 17، رقم:1398

۔[27] بخاري، الصحیح، کتاب الدیات، باب ومن یقتل مؤمنا متعمدا، 6: 2517، رقم:6471

۔[28] بخاري، الصحیح، کتاب الدیات، باب ومن قتل مؤمنا متعمداً فجزاؤہ جهنم، 6: 2517، رقم:6470

۔[29] بخاری، الصحیح، کتاب الفتن، باب ظهور الفتن، 6: 2590، الرقم:6652

۔[30] أبو داود، السنن، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن، 4: 94، رقم:4242

۔[31] أبو داود، السنن، کتاب الفتن والملاحم، باب تعظیم قتل المؤمن، 4: 103، رقم:4270

۔[32] البروج، 85:10

۔[33] البروج، 85:10

۔[34] مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب الوعید الشدید لمن عذب الناس بغیر حق، 4: 2018، رقم:2613

۔[35] رازی، التفسیر الکبیر، 31: 111